ڈاکٹر صوفیہ یوسف
استاد شعبہ اردو، شاہ لطیف یونیورسٹی، خیرپور، سندھ

قومیت اور علامہ اقبال

Dr Sofia Yousuf
Department of Urdu, Shah Abdul Latif University, Khairpur

Nationalism and Iqbal

Nationalism generally involves the identification of an ethnic identity with a state. The subject can include the belief that one's nation is of primary importance. It is also used to describe a movement to establish or protect a homeland. This term coined by Johann Gottfried Herder in late 1770. Since French and American Revolution in the late 18th century, nationalism has become one of the most significant political and social forces in history. As well as religious nationalism is the relationship of nationalism to a particular religious belief. Allama Iqbal was a great poet and thinker. He had imbibed, approved, applauded and commended a great many ideas, which occupied various positions along the spectrum on the philosophic, social and political plane. This paper discusses different theories of nationalism and concept of Allama Iqbal regarding nationalism.

زمانہ قدیم سے ہی قومیت کا نظریہ کسی نہ کسی صورت میں (زبان، نسل پرستی، قبیلے) انسان کے ساتھ رہا اور اس کی معاشرت پر اثر انداز ہوتا رہا ہے۔ قومیت کے جدید تصور پر بحث سے پہلے ہم ابراہیمی مذاہب کی تعلیمات میں قومیت اور اس کی اہمیت کا تجزیہ کریں گے۔

قوم اور قومیت کے خدوخال تفصیل کے ساتھ عہد نامہ عتیق میں موجود ہیں، قوم کا تصور کتاب پیدائش باب ۱۰ میں قوموں کے جدول سے واضح ہوتا ہے۔ انسان جو آغاز میں ایک قوم یا گروہ تھا وہ کس طرح طوفانِ نوح کے بعد مختلف قوموں میں تقسیم ہو گیا۔ اس جدول کی موجودگی یہ ثابت کرتی ہے کہ نوع انسانی کو طوفانِ نوح کے بعد از سر نو الگ الگ گروہوں یا قوموں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر گروہ یا قوم کا خطۂ زمین، زبان، تہذیب اور شناخت جدا جدا تھی[1]، یہ اقوام مینار بابل کی تعمیر کے

واقع کے بعد مزید گروہوں میں تقسیم کر دی گئیں"۔(۲) اس ساری تقسیم کی ایک ہی وجہ تھی کہ خدا انسان کو پوری زمین پر پھیلانا چاہتا تھا۔ یہ خدا کی مرضی اور حکم تھا کہ انسان مختلف قوموں میں تقسیم ہو جائے (۳)۔

اس طرح اگر عیسائیت اور اس کے بانی کی زندگی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ پیدائشی طور پر یہودی نسل سے تعلق رکھتے تھے اور انہوں نے کبھی بھی اپنی قومیت سے لاتعلقی کا اظہار نہیں کیا۔ ان کا کہنا تھا:

I was sent to the lost sheep of the house of Isreal.(۴)

یہودی اور غیر یہودی کی اصطلاحات کا استعمال بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ یسوع مسیح اپنی قوم کے ساتھ زیادہ وفادار تھے اور ان کی تعلیمات کے مطابق انسان کی مختلف قوموں یا گروہوں میں تقسیم وقتی یا محدود نہیں تھی بلکہ ابدی حیثیت رکھتی ہے:۔

The Nations will walk by its light........." The glory and honour
of the nation will be brought in to it" (۵)

عہد نامہ عتیق و جدید کے ان حوالوں سے قومیت کے وجود کی تائید ہوتی ہے۔ قبل اسلام عرب معاشرہ بھی قبائل، نسل اور زبان کی بنیادوں پر استوار تھا اور قبائل و نسل ہی وہ مضبوط بندھن تھے جن کی بنیاد پر اتحاد قائم ہوتے تھے۔ اس معاشرے کو موجودہ دور کی جدید قومیت اور نسلی امتیاز کے نظریے کی بے قاعدہ یا خام صورت کہا جا سکتا ہے اسی طرح زبان بھی برتری کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اسلام نے امتیازات کی ان علامتوں کو یک سر مسترد کر دیا اور طبقاتی تقسیم سے بالاتر ہو کر ایک عالمگیر معاشرے کی بنیاد رکھی قرآن مجید کی سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ترجمہ: اے لوگو ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے (۶)

چنانچہ قبائل یا گروہ میں تقسیم صرف اور صرف ایک دوسرے کو بہتر طور پہچاننے کے لیے ہے نہ کہ فخر یا محبت و نفرت، احساس برتری اور مسائل کو الجھانے کے لیے سورۃ الانعام میں فرمان باری تعالیٰ ہے کہ:

ترجمہ: تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے تلے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے دیکھو ہم کیوں کر طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں کہ کہیں ان کو سمجھ ہو۔ (۷)

رسول اللہ نے حجۃ الوداع کے موقعے پر عالمگیری خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ عرب کو عجم پر، عجم کو عرب پر، گورے کو کالے پر اور کالے کے گورے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے، تم آدم کی اولاد ہو۔ یہ ہے اسلام کا عالمگیر قومیت کا نظریہ جو انسانیت و مساوات پر قائم ہے اور اس مساوات اور احترام انسانیت کو شاعر مشرق علامہ اقبال اس طرح بیان کرتے ہیں:

آدمیت احترام آدمی
باخبر شو از مقامِ آدمی (۸)

علامہ مذہب اسلام کی ہمہ گیریت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اسلام دراصل دنیائے قدیم کے تمام تصورات کے خلاف ایک احتجاج ہے مختصراً اسلام انسان کا حقیقی انکشاف ہے''۔(۹)

قومیت کا موجودہ تصور کب، کہاں اور کیسے انسان کی سیاسی، سماجی زندگی میں باقاعدہ طور پر داخل ہوا اس کے بارے میں تو یقین کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن یہ اصطلاح ۱۷۷۰ء کے اواخر میں ایک جرمن مفکر Johann Gottfried Herder نے استعمال کی، اس اصطلاح کو مزید تقویت اور ہردلعزیزی، فرانسیسی و امریکی انقلابات سے حاصل ہوئی اور تب سے قومیت کو سیاسی و سماجی زندگی میں ایک اہم اور طاقتور حیثیت حاصل ہے۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے محرکات میں سے ایک اہم محرک قومیت بھی تھی جس نے انسانیت کے دامن کو تار تار کیا۔

مسلم دنیا میں قومیت کا یہ جدید نظریہ مغربی مفکرین اور مستشرقین کے ذریعے داخل ہوا کیونکہ ایشیا اور افریقہ پر قابض یہ مغربی طاقتیں مسلم دنیا کے درمیان اتحاد کے قیام سے خوفزدہ تھیں جسے وہ پان اسلامزم (Pan-Islamism) کا نام دیتی تھیں یہی وہ نقطہ تھا، جہاں سے قومیت کا یہ جدید تصور مسلم اُمہ کی بنیادوں میں داخل ہوا اور آج تک اتحاد کے قیام میں حائل ہے۔

علامہ اقبال جو بیک وقت ملکی، قومی صورتحال، ملت اسلامیہ اور مغرب کے سیاسی و تہذیبی تقاضوں کا گہرائی سے جائزہ لے رہے تھے وہ وطنیت اور قومیت کے جدید نظریے کے مقابلے میں قومیت کے اسلامی تصور کو انسانیت اور عالمی امن، مساوات کے لیے اہم اور ضروری سمجھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''مسلمانوں اور دنیا کی دوسری قوموں میں اصولی فرق یہ ہے کہ قومیت کا اسلامی تصور دوسری اقوام کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ ہماری قومیت کا اصل اصول نہ اشتراک زبان ہے نہ اشتراک وطن نہ اشتراک اغراض اقتصادی ہم لوگ اس برادری میں، جو جناب رسالتماب نے قائم فرمائی تھی اس لیے شریک ہیں کہ مظاہر کائنات کے متعلق ہم سب کے معتقدات کا سرچشمہ ایک ہے۔(۱۰)

علامہ قومیت اور وطنیت کو ایسا بت قرار دیتے ہیں جو انسانیت کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتا ہے یہ سب اسلام کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہے اس لیے اس بت کو توڑنا ضروری ہے:۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
یہ بت کہ تراشیدہ تہذیبِ نوی ہے
غارت گر کاشانۂ دین نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے

اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے(۱۱)

آج بین الاقوامی حالات کچھ اس طرح کے ہو چکے ہیں کہ جن میں قومیت نے نفسیاتی احساس کی صورت اختیار کر لی ہے۔اس صورتحال میں چھوٹی سے چھوٹی قوم اپنی علیحدہ سیاسی تنظیم اور شناخت کی دعویٰ دار ہے۔ مذہب و اخلاق کی سیاست سے جدائی کی بدولت معاشی مفاد کی یکسانیت سے قومیت کے جذبے کو ابھارا جا رہا ہے۔ تاکہ اسے دوسری قوموں سے معاشی مسابقت کے لیے استعمال کیا جائے۔مسلمان سیاسی و تہذیبی سطح پر عدم مرکزیت کا شکار ہو کے چھوٹی چھوٹی اکائیوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔اقبال کہتے ہیں:

حکمت مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز(۱۲)

علامہ اپنے تصور قومیت کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''مسلم قوم وطن سے نہیں بلکہ اشتراک ایمان سے وجود میں آئی۔اگر حضورﷺ مکہ سے ہجرت نہ کرتے تو کفار مکہ کے ساتھ تصفیہ کر لیتے کہ تم اپنی بت پرستی پر قائم رہو مگر اس نسلی و وطنی اشتراک کی بنا پر جو ہمارے تمہارے درمیان موجود ہے۔ایک وحدت عربیہ قائم کی جا سکتی ہے۔تو عرب نیشنلسٹ یا وطن دوست کی راہ ہوتی۔جو دین و سیاست کی ثنویت کا قائل ہوتا۔لیکن نبی آخر الزمان کی راہ نہ ہوتی۔''(۱۳)

اسلام آزادی اور مساوات کے دو نہایت اہم اصولوں کی تعبیر ہے۔لیکن مسلم اقوام نے تقلید مغرب میں دین اور سیاست کو الگ کر دیا اور اس آفاقی حیثیت سے دستبردار ہو گئیں جو انہیں اسلام کے زرین اصول نے عطا کی تھی۔ علامہ کے نزدیک یہ ثنویت ہماری جڑوں کو کھوکھلا کر دے گی۔

یہ ہندی و خراسانی یہ افغانی و تورانی
تو اے شرمندہ ساحل اچھل کر بیکراں ہو جا
غبار اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پر فشاں ہو جا(۱۴)

علامہ کا اسلام قومیت کی طرف جھکاؤ کسی تعصب کے سبب نہیں بلکہ پورے مشرق کو مغرب کے سیاسی و اقتصادی استعمار سے نجات دلانے کے لیے ہے۔ وہ اسلامی قومیت کے حقیقی نظریہ کو مسلمانوں کی سیاسی و سماجی زندگی میں موجود کمزوریوں اور بیماریوں (ملائیت وملوکیت، خانقاہیت) کا علاج بھی سمجھتے ہیں۔آج مسلمانوں کی تمام تر مشکلوں، پریشانیوں کا

سد باب صرف اورصرف اس صورت ممکن ہے کہ مسلمان متحد ہوں اوران کی جمیعت اقوام، علاقائی، نسلی ولسانی تعصّبات کو بالائے تاک رکھ کراُمہ کے وسیع تر مفاد کے لیے کام کریں۔

ربط و ضبطِ ملت بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر(۱۵)

ڈاکٹر جاوید اقبال علامہ کے اس نظریے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اقبال کے پیغام کے بنیادی نکات یہی ہیں کہ پسماندہ اقوام اپنی سیاسی ومعاشی زندگی کی بنیاد روحانی و اخلاقی قدروں پر استوار کریں اور ترقی یافتہ اقوام پر انحصار کرنا چھوڑ دیں۔ اپنے وسائل بروئے کار لائیں، آپس میں اتحاد کی فضا پیدا کریں، اختلاف کی صورت میں جنگ کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے پرامن گفت وشنید کے ذرائع اختیار کرکے اختلافات نپٹانے کی کوشش کریں''(۱۶)

علامہ اقبال اسلامی اصول کی روشنی میں قومیت کی تشکیل اوراتحاد کے قائل ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان مغرب کی اندھا دھند تقلید چھوڑ کر اسلام کے آفاقی اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے تفرقے کو اپنے معاشروں سے نکال پھینکیں اور متحد ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اپنی موجودہ حالت کو بہتری کی راہ پر نہ لے جاسکیں۔

طہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کرہ ارض کی تقدیر بدل جائے(۱۷)

حوالہ جات

۱۔ www.devotions.net/bible/oooId.htm عہد نامہ عتیق کتاب پیدائش باب:۱۰(۵۔۲۰۔۱)

۲۔ ایضاً، باب:۱۱(ورس:۳۔۱۲)

۳۔ ایضاً، باب:۱(ورس ۲۸)باب:۹(ورس ۱۷)

۴۔ www.devations.net/bible/oonew.htm میتھیو کی انجیل باب:۱۵(ورس ۲۸۔۲۴)

۵۔ ایضاً، Book of Revelation 21: 24,26

۶۔ قرآن مجید، سورۃ الحجرت آیت ۱۳ ، مترجم مولانا احمد رضا خان بریلوی، تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی۔لاہور

۷۔ قران مجید، سورۃ الانعام آیت نمبر ۶۵، مترجم مولانا احمد رضا خان بریلوی، تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی۔لاہور

۸۔ جاوید نامہ، کلیات اقبال فارسی ص ۲۰۵/ ۹۳۷، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۵ء

۹۔ شذرات فکر اقبال بحوالہ جاوید اقبال، افکار اقبال۔تشریحات جاوید ص ۴۲، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۵ء

۱۰۔ اقبال۔مقالاتِ اقبال (ملت بیضا پر ایک نظر) مرتبہ عبدالواحد معینی سید ص ۱۵۹، آئینہ ادب لاہور ۱۹۸۸ء

۱۱۔ بانگ درا/ کلیات اقبال اردو، ص ۱۷۱۔۱۸۷، اقبال اکادمی لاہور ۲۰۰۰ء

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۷۸۔۲۹۴

۱۳۔ اقبال۔مقالاتِ اقبال (جغرافیائی حدود اور مسلمان) مرتبہ عبدالواحد معینی، سید ص ۲۷۲، آئینہ ادب لاہور ۱۹۸۸ء

۱۴۔ بانگ درا/ کلیات اقبال اردو، ص ۲۸۸۔۳۰۴، اقبال اکادمی لاہور ۲۰۰۰ء

۱۵۔ بانگ درا/ کلیات اقبال اردو، ص ۲۷۸۔۲۹۴، اقبال اکادمی لاہور ۲۰۰۰ء

۱۶۔ جاوید اقبال ڈاکٹر، ا افکار اقبال۔تشریحات جاوید، ص ۱۳۶، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور

۱۷۔ ضرب کلیم/ کلیات اقبال اردو، ص ۱۵۹۔۶۵۹ (نظم خضر راہ) اقبال اکادمی لاہور ۲۰۰۰ء